

ہزار سال پہلے کی بات ہے

اشتیاق احمد

ہابی نے کہانی شروع کی ہی تھی کہ آفتاب نے انہیں نوک دیا۔
 "ہابی، آپ ہمیشہ ایک ہزار سال پہلے کی ہی کہانیاں سناتی ہیں
 کیا آپ کو تمام کہانیاں ایک ہزار سال پہلے کی ہی آتی ہیں۔"
 "آخر تم خاموشی سے نہیں چٹوٹے تو میں نہیں سناؤں گی۔" ہابی کو ملے
 آگیا۔
 "آپ ایک ہزار سال بعد کی کہانی کیوں نہیں سنائیں؟" آفتاب
 سے رہانہ کیا۔
 "اچھا، جاؤ... میں نہیں سناتی۔" ہابی برا مان گئیں... ہم سب گھر
 گئے اور لگے آفتاب کو برا بھلا کہنے۔
 "تم باز نہیں آؤ گے اپنی حرکتوں سے... خاموشی سے کہانی سنو۔
 میں نے آفتاب کو انا۔
 "جی، کہانی تو میں کانوں سے ہی سن سکتا ہوں۔" آفتاب نے
 مصحوبیت سے کہا۔

ہابی اس وقت لحاف میں دھکی ہوئی تھیں... میں ان کی پانچٹی پر بیٹھا
 تھا جب کہ آفتاب، اخلاق اور اشتیاق ایک ہی چار پالی پر لحاف میں گھسے ہوئے
 تھے... ان کی چار پالی ہابی کی چار پالی سے بالکل ملی ہوئی تھی... دوسری طرف
 اسی کی چار پالی بھی جو دیوار سے ٹکیے لگا کر اس پر سر نکائے سویٹر بننے میں مصروف

ان اور کہانی بھی سن رہی تھیں۔ ابا جان کی چار پالی ان سے پرے تھی۔ اور وہ
 رہے تھے۔

"اچھا ہابی، میں وعدہ کرتا ہوں... اب نہیں بولوں گا۔" آفتاب
 روٹی صورت بنا کر کہا۔

"یہ وعدہ تو تم ہر روز نہ جانتے تھی سر پہ کرتے ہو۔"

"جی ہاں، اب نہیں کروں گا۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"کیا کہا؟" خاموشی رہنے کا وعدہ نہیں کرو گے؟ یعنی بولتے ہی
 بولے؟" ہابی نے آنکھیں نکالیں۔

ہم سب کو آفتاب پر طعنہ آ رہا تھا... کیونکہ اس کی وجہ سے کہانی کا
 راز کھرا رہا تھا اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی... روز بھی ہوتا تھا۔

"بچ... جی... جی نہیں... میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

"اچھا ٹھیک ہے... اب آرام سے کہانی سنو۔"

"ہابی، ایک گلاس پانی دینا۔" ابا جان کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز

آئی۔

"جاؤ... آفتاب... ابا جان کو پانی دے آؤ۔" ہابی نے کہا۔

"نہیں اتنی دیر تک آپ کہانی شروع نہیں کریں گی۔"

"ہاں ہاں... نہیں کروں گی۔"

آفتاب لحاف سے اٹھا اور پانی لینے چلا گیا۔

"ہاں... تو میں کہہ رہی تھی کہ یہ آج سے..."

اسی وقت آفتاب بدحواسی کے عالم میں دوڑتا ہوا آیا... اس کے

ہاتھ میں پانی کا گلاس نہیں تھا۔

"کیا بات ہے؟" تم بہت گھبرائے ہوئے... کیا باور پائی خانے میں

کوئی بھوت نظر آ گیا یا کوئی پری کھانا چوری کرتی نظر آ گئی؟

"آپ نے وعدہ کیا تھا کہ کہانی شروع نہیں کریں گی۔"

”اوہ! لیکن ابھی تو میں نے وہی جملہ دہرایا ہے جو تم سن چکے ہو۔
جاء بابا... میں اب ایک لفظ بھی مت سے نہیں لگاؤں گی۔“
”بہن! تم نے پانی نکال دیا۔“ ابا جان کی آواز پھر آئی۔
”تم غصہ آفتاب میں پانی لے آئی ہوں۔“ امی خود ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

”شکر ہے امی۔“ آفتاب مسکرایا۔

”کام چمک گئی گا۔“ اور امی باور پکھانے کی طرف مٹی لکھیں تو ابا جان نے کہانی شروع کی۔

”ہاں... تو میں کہہ رہی تھی کہ یہ آج...“

”یہ تو آپ کہہ چکی ہیں کہ یہ آج سے ہزار سال پہلے کی بات ہے... اس سے آگے کہیے۔“ آفتاب جلدی سے بولا۔

”اگر آپ بولے تو زبان گدی سے ٹھٹھکی لوں گی۔“ ہادی نے طیش میں آ کر کہا۔

”لیکن آپ کا ہاتھ گدی تک جائے گا کیسے؟ میں دانت بھیجی لوں گا۔“ آفتاب ہنسا۔

”بھئی! اب خاموش بھی رہو۔“ میں نے عاجز آ کر کہا۔

”اچھا! اب کوئی نہ بولے۔“ ہادی نے ہنچ کر کہا۔

”یہ اتنی اونچی آواز کس کی ہے؟ میری نیند خراب نہ کرو... صبح ہر روز دفتر کو دیر ہو جاتی ہے۔“ ابا جان بولے اٹھے۔

”اور ابھی تک پانی نہیں آیا؟“

”آ رہا ہے، ابا جان۔“ ہادی بھلا گئیں۔

”تو راجلدی کرو بہن!... میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔“ انہوں نے کہا۔

اسی وقت امی پانی کا گلاس لیے آئیں اور بولیں۔

”یہ لیں... پانی پی لیں۔“ لیکن ابا جان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

”ارے! سو بھی گئے؟“ امی بولے اور پانی کا گلاس پکائی پر رکھ دیا۔... پھر الحاف تان کر سر دیوار سے لگا دیا۔

ہادی نے اطمینان کا کہا سانس لینا اور کہنے لگیں۔

”تو میں کہہ رہی تھی...“

”بہن! شروع سے سناؤ... میں بھی تو سن رہی ہوں۔“ امی بولیں۔

”امی جان... شروع ہی سے ہے۔“

”نہیں بیٹی... بالکل شروع سے شروع کرو۔“

”بالکل شروع ہی سے تو شروع کر رہی ہوں۔“ ہادی نے بھلا کر کہا۔

”میرا مطلب ہے وہاں سے شروع کرو... تم کہہ رہی تھیں... یہ

آج سے ہزار سال پہلے کی بات ہے۔“

”میں اب تک ناگہیں نیچے لگانے بیٹھا تھا جیروں کو ٹھنڈا جو گلی تو انہیں

چار پانی پر رکھا اور گرم کرنے کے لیے الحاف کھینچنے لگا... دوسری طرف ہادی کہہ

رہی تھیں

”یہ آج سے ہزار سال پہلے کی بات ہے... میرا الحاف نہ بھٹکا۔“

”جی؟ کیا مطلب؟“ اشفاق اور اخلاق حیرت سے چائے

”یہ کیا بات ہوئی؟ یہ ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے... میرا الحاف

نہ بھٹکا۔“

”یہ جملہ کہانی میں شامل نہیں ہے... میں شوکی سے کہہ رہی تھی... یہ

میرا الحاف بھٹچ رہا تھا۔“

”بھائی جان... آپ آرام سے کیوں نہیں بیٹھتے؟“ آفتاب کو بدل

لینے کا موقع مل گیا۔

”میرے جیروں کو ٹھنڈا لگ رہی ہے۔“

”لو بابا... تم پہلے اپنے جیروں کو الحاف میں دھالو۔“ انہوں نے کچھ

الحاف چھوڑتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ باجی۔“

”ہاں تو باجی... آپ کہہ رہی تھیں کہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے۔“ اشفاق بے تابی سے ہوا۔

”ہاں... یہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے... میری چار پائی کون ہمارا ہے؟“

”نئی!“ میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

”اشفاق چار پائی سے کمر گز رہا ہے... دونوں چار پائیاں ملی ہوئی ہیں؟ اس لیے آپ کی چار پائی ٹل گئی۔“ اشفاق نے بتایا۔

”تم آرام سے نہیں بیٹھو گے؟ باجی نے چلا کر کہا۔

”یہ کون چلا رہا ہے؟“ ابا جان کی آنکھ کھل گئی... ساتھ ہی انہیں پانی یاد آ گیا۔

”شیم کی بیٹی... ابھی تک پانی نہیں دلائیں تم؟“

”جی... پتائی پر رکھ ہوا ہے۔“ اسی نے بتایا... ابا جان نے گلاس اٹھایا... پانی پیا اور پھر لحاف میں دھکے لگے۔

”چلیے باجی... شروع کیجئے... آج تو کہانی کسی طرح آگے بڑھنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔“ اشفاق ہوا۔

”تم بڑھنے دو تو بڑھتے۔“

”میں نے کیا کیا ہے باجی... یہ اشفاق ہی کمر گز رہا تھا۔“ اشفاق نے کہا۔

”میری کمر میں کھلی ہو رہی تھی جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے بھائی جان کے پیروں کو حفظ انگ رہی تھی۔“

”اچھا... اب سنو گے یا نہیں؟“

”سن تو رہے ہیں... ہاں... باجی سنائیے۔“

”ہاں تو...“

”بس باجی... اب اس منٹوں پہلے کو تہہ و براہیے گا... یہ کہانی کو آگے

نہی نہیں بڑھنے دیتا۔“ میں نے مشورہ دیا۔

”تو پہلے... خاموش بیٹھ ہی نہیں سکتے... جاؤ میں نہیں سناؤں۔“

”اچھا باجی... غلطی ہو گئی... اب نہیں بولوں گا۔“ میں گڑا لیا۔

”ہاں... میں کہہ رہی تھی کہ یہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کی بات

ہے۔“ اتنا کہہ کر انہوں نے سب کی طرف دیکھا... جیسے حیران ہو کر پوچھ رہی ہوں کہ تم میں سے کوئی بولا کیوں نہیں؟“ جب انہوں نے آگے کچھ بھی نہ کہا تو

آفتاب سے منہ ہانک گیا۔

”آپ رک کیوں نہیں؟ کہانی بھول گئی ہیں یا کہانی کی مدت غلط

بتا دی ہے آپ نے؟“

”میں یہی دیکھنے کے لیے رکھی تھی کہ اب کوئی بول تو نہیں... مگر تم پہلے بیٹھنے والے کہاں بول ہی پڑے۔“

”تو آپ کو رکنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟“

”جاؤ... جا کر اپنی اپنی چار پائیوں پر سو جاؤ... آج کہانی نہیں

سنائی جائے گی۔“

”امی جان... دیکھیے... باجی کہانی نہیں سن رہی ہیں۔“ آفتاب نے

شکایت داغ دی۔

”سنادو بیٹی... سنادو۔“ امی نے بڑے پیار سے کہا۔

”یہ سنتے ہی کہاں جرتا۔“

”سن تو رہے... آپ آگے کچھ کہتی ہی نہیں۔“

”اچھا بابا... کو سنو... یہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے۔“

یہاں تک کہا اور پھر رک کر بولیں۔

”خدا کا شکر ہے۔“

”خدا کا شکر ہے... بھلا یہ کیا بات ہوئی؟“ آفتاب نے جہنم کر کہا۔

”آخر تم بول ہی چڑے۔ میں نے خدا کا شکر تمہارا۔ خاموش رہے پروا کیا تھا۔“

”اب مجھے کیا معلوم تھا۔“ آفتاب نے معصومیت سے کہا۔

”ناک میں دم کر رہا ہے تم نے۔“ میں نے نصیحت میں آکر ایک زوردار تھپڑ آفتاب کے رسید کر دیا۔ لیکن وہ دوسری طرف پھلانگ لگا چکا تھا۔ میرا ہاتھ اخلاق سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے درد کے مارے بچ نکلیں گی۔ ”تمہارے تو سہمی... میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں۔“ اخلاق نے کہا اور اٹھ کر آفتاب کی طرف بھاگا۔

”میں ابائی اور امی ارے ہی کرتے رہ گئے... پھر میں آفتاب کو بچانے کے لیے اخلاق کی طرف دوڑا۔ اخلاق نے یہ دیکھا تو وہ بھی میرے پیچھے دوڑا۔ آفتاب یہ سمجھا کہ میں اسے مارنے کے لیے آ رہے ہیں۔ وہ سیدھا اباجان کے بستر کی طرف گیا اور ان کا لیٹا ہوا سر اس کے اندر گھس گیا۔ اتنی دیر میں اخلاق اباجان کی چارپائی تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے آواز دیکھنا نہ تاؤ۔ باری قوت سے ایک مکالمہ کے اوپر ہی دے مارا۔ دوسرے ہی لمحے اباجان کی آواز آئی:

”ہائیں! یہ میرے سر سے کیا چیز ٹکرائی ہے؟“ اسنا سنا تھا کہ اخلاق کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ بھٹ اباجان کی چارپائی کے نیچے گھس گیا۔ اس نے اباجان کے منہ سے لطف اتار چکے تھے۔ دوسری طرف میں ان کے سر پر ہاتھ پٹختی چکا تھا۔

”تم نے میرے سر پر کچھ مارا ہے؟“ سر پھٹا جا رہا ہے۔ وہ مجھے غضب ناک آنکھوں سے گھور کر بولے اور ساتھ ہی انہوں نے ایک زنانے کا تھپڑ میرے رسید کیا۔ میں درد کے مارے پیچھے ہٹا تو تھپڑ اخلاق کے گال پر پورے زور سے لگا۔ وہ چکر اکر زمین پر بیٹھ گیا۔ نیچے اخلاق بری طریقی میں رہا تھا۔ اخلاق نے غصے میں آکر ایک مکان پر سے زور سے اس کے مارا مگر وہ

چارپائی کے نیچے لگا۔

”یہ نیچے سے مجھے کس نے مارا ہے؟“ اباجان چلائے۔

”یہ سب کیا ہے؟“ کہیں گھر میں بھوت تو نہیں گھس آئے؟“ ساتھ ہی

انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے لحاف میں کوئی گھسا ہوا ہے۔ وہ گھبرا کر بولے۔

”ارے باپ ارے۔۔۔ میرے لحاف میں بھی کوئی بھوت گھس گیا ہے۔“ وہ بولتا کہ لحاف میں سے نکل آئے۔ لحاف کے اندر آفتاب کا منہ کے مارے برا حال تھا۔

اس کی آواز سن کر اباجان چونکے۔ انہوں نے لحاف الٹ دیا۔۔۔ اور چارپائی کے نیچے سے اخلاق اور اخلاق نکل آئے۔ اباجان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

”یہ میری چارپائی ہے یا کوئی اکھاڑا؟“ ابھی بتاتا ہوں۔“ یہ کہہ کر انہوں نے المادی میں سے اپنی پٹری نکال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ ایسی بے بجاؤ کی پڑیں کہ کیا بتائیں۔۔۔ جتنی دیر میں امی اور ہائی ہمیں پٹرانے آئیں، ہماری جتنی بن چکی تھی اور وہ بھی ایسی لذت کہ ام ہاتھارے لیے بغیر نہ رہ سکے۔